نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے | ۵ نومبر ۱۹۰۹ء | جلد ۳۷

خاص نور افشاں کے پڑھنیوالوں کیلئے

اِنعام! اِنعام!!

جو نور افشاں کا خریدار ایک نئے خریدار کا نام معہ ایک سال کی قیمت واسطے ۱۹۱۰ء کے بھیجے اُسکو ذیل کی ۴ کتابوں میں سے ایک کتاب بطور انعام کے ملیگی +

موازنہ مذہب - رومن اردو +

گنجینہ اسلام - رومن اردو +

سمپروائے - فارسی اردو +

ستھیارتھ پرکاش ورپن - فارسی اردو +

یا ہماری فہرستوں میں سے رسالجات ۸ قیمت تک محصولڈاک معاف. شرط یہہ ہے کہ قیمت اخبار دسمبر ۱۹۰۹ء سے پیشتر ہم کو پہنچے +

ای - ایم - ویری ایڈیٹر نور افشاں لودیانہ

سنڈے اسکول کے پرچے

دو قسم کے پرچے لودیانہ بک سٹور سے ملسکتے ہیں

۱- سبق معہ تشریح -

جو ہر ہفتے کے لئے تیار کی جاتی ہے - قیمت ۲ فی پرچہ فی سال کے واسطے ۸ کاپی فی سال ایک روپیہ محصول علاوہ - اگر ۸ کاپی سے کم ہو تو بھی ایک روپیہ میں جائیگا +

۲- تصویردار پرچے -

۲۵ عدد فی سال قیمت ایک روپیہ

بہتر ین مہینوں کی قسطوں میں وی - پی - پی کیو بیلے بھیجے جاوینگے چاہئے کہ اس کے لئے درخواستیں پادری ای - ایم ویری صاحب ڈی - ڈی لودھیانہ بھیجی جائیں +

سی - ایل - ایس کی کتابوں کے واسطے

پادری ای - ایم - ویری صاحب کو درخواست کی جاوے +

فہرست مفت بھیجی جاتی ہے -

ہم کُتب فروشوں کے ساتھ بندوبست کرنا چاہتے ہیں +

جو صاحبان پانچ روپیہ یا زیادہ کی کتابیں منگوائیں تو اُن کو ۲۵ سے ۳۳ ۱/۳ روپیہ فی صدی ڈسکونٹ کتب فروشوں کو دیا جاویگا +

یہہ کتابیں کرسچن سٹور لودیانہ یا پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور سے بذریعہ وی - پی یا نقد قیمت پر ملسکتی ہیں -

مفید کتابیں بڑے دن کے مطالعے کے واسطے

خاندانی فرائض

یہہ کتاب ابھی شایع ہوئی ہے صفحہ ۱۲۰
قیمت ۴ر معہ محصول ڈاک ۵ر ہر صاحب
خانہ پاسبان اور کارندے کے لئے
تحفہ ہے۔ مجلد سنہری ۱۲ار +

سمیر دائے

اہل ہند کے مختلف ریت و رسوم کی
تشخیص نہایت دلچسپ کتاب صفحہ ۳۰۰
قیمت ۶ر معہ محصول ڈاک ۷ر مجلد ۱۰ار

مسیح کی تعلیم

مسیحی کارندوں کیلئے یہہ کتاب ایک سونے
کی کان ہے ڈاکٹر رابرٹس نے تمام مسیحیوں کو
اس کتاب کے وسیلے سے ممنون فرمایا ہے اردو
رومن حروف میں قیمت اردو ۴ر اور ۸ر اور
۱۲ار محصول ار فی جلد زیادہ +

گنجینہ اسلام رومن اُردو فی
جلد ۸ر معہ محصول ۱۰ار
موازنہ مذاہب اُردو فی جلد
۸ر معہ محصول ۱۰ار
ستھیارتھ پرکاش درپن اُردو
فی جلد ۸ر معہ محصول ۱۰ار

شبد و غزلیں

اردو حروف فی جلد ۹ پائی
ہندی حروف فی جلد ۶ پائی
گورمکھی حروف فی جلد ۶ پائی

ایک آنہ کتابیں

مرزا غلام احمد قادیانی
شادی کی بابت
ازالتہ المرزا قادیانی
یسوع مسیح کون تھا؟
بائبل اور سائینس
اصلاح حفظان صحت
افلاس ہند کے قابل علاج اسباب

قصہ جات دلکش

فوز العظیم باتصویر اردو حروف
قیمت ۲ر مجلد ۶ر
رام پال سنگھ اُردو ۴ر رومن
حروف قیمت ... ۸ر
ہیبرے کی سرگذشت قیمت ۲ر
اور ۶ر
عزت بے مثال قیمت ۵ر اور ۸ر
دولت لازوال قیمت ۵ر اور ۸ر
حالات جاپان باتصویر ... ۸ر
چندر لیلا اُردو ۴ر اور ۶ر گورمکھی ۲ر

یہہ کتابیں کرسچن سٹور لودیانہ یا پنجاب ریلیجس بُک سوسائٹی لاہور سے بذریعہ وی۔ پی یا نقد قیمت پر ملسکتی ہیں



نورافشان

لودیانہ - جمعہ - ۵ نومبر ۱۹۰۹ء

بائیبل اور اُس کا اثر

اخبار امریکن میسنجر مطبوعہ ماہ ستمبر ۱۹۰۹ء میں پادری ہوڈ ڈبلیو پوپ صاحب نے بائیبل کی نسبت اُس کی فوقیت بہ نسبت دوسری مذہبی کتابوں کے بڑے عمدہ اور زوردار الفاظ میں ظاہر کی ہے۔ جس کا مختصر ترجمہ ناظرین نورافشاں کے غور کے لئے ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

"بائیبل قرآن ۔ وید اور دیگر مذاہب کی کتابوں سے مندرجہ ذیل خاص باتوں میں فوقیت لے جاتی ہے۔

اولاً۔ بائیبل اختیار کے ساتھ کہتی ہے۔ یہ صاف طور سے انسان کو بتلاتی ہے پر اور یہ نہ کہ دوسری کتابیں اچھی اخلاقی تعلیمات انسان کو سکھلاتی ہیں اور اچھے قاعدے پیش کرتی ہیں۔ پر بائیبل انسان پر حکم کرتی اس کو ملامت کرتی اس کو دھمکاتی اور آگاہ کرتی ہے اور صاف طور سے انسان کے گوش گذار کرتی ہے "کہ جو ایمان لاتا اور بپتسمہ پاتا ہے نجات پاویگا۔ پر وہ جو ایمان نہیں لاتا ہلاک ہو جاوے گا۔" بائیبل کوئی شخصی لحاظ کسی کا نہیں کرتی بادشاہ اعلیٰ اور ادنےٰ آزاد و غلام سب کے لئے ایک حکم نافذ کرتی ہے اور تمام مذاہب کی کتابوں میں سے صرف یہی ایک کتاب ہے جو اس طرح اختیار کے ساتھ فیصلہ کرتی ہے اور قطعی اور فیصلہ شدہ باتیں پیش کرتی ہے۔ اسلئے یہ آپ ہی خدا کا کلام ہونیکا ثبوت رکھتی ہے۔

ثانیاً۔ کہ بائیبل ایک زندہ کتاب ہے۔ اُس کی تاثیر دودھاری تلوار سے تیز ہے عبرانیوں ۴: ۱۲ ا پطرس ۱: ۲۳ صاف لکھا ہے کلام زندہ اور تاثیر کرنے والا ہے۔ بائیبل کی تاثیر دنیا پر پوشیدہ نہیں ہے۔ جس جس ملک میں بائیبل پہنچی ہے وہاں زندگی اور روحانی برکتیں ضرور ظاہر ہوئی ہیں سچی ملکوں کو دیکھو گویا برکتوں سے مالامال ہیں نہ صرف جسمانی پر روحانی برکتوں سے بھی۔

سائنس وغیرہ کے خیالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں پر بائیبل ہمیشہ ایک تاثیر کرنے والی تعلیم دینے پر مستقل ہے۔ علاوہ اس کے یہ تعلیم کبھی پُرانی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ نئی ہے۔ ہر زمانوں کے لوگ اس میں نئی باتیں جو روحانی زندگی کے کارآمد ہیں پاتے اور خوش ہوتے ہیں۔

ثالثاً۔ بائیبل کے موافق اور کسی کتاب سے اتنی دشمنی اور مخالفت نہیں کی گئی۔ اس کتاب سے سخت دشمنی کی گئی ہے۔ اسکے حق میں برا بھلا کہا گیا اور اس کی جلدیں ضد سے جلائی گئی ہیں۔ جو اس کو پڑھتے اُن سے دشمنی کی گئی اور قسم قسم کی مصیبتیں اُن کو اس کے مطالعہ کرنے سے اُٹھانی پڑی ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں بائیبل کے ساتھ ایسی دشمنی ہے۔ اس کا صاف اور ٹھیک جواب یہ ہے کہ اس لئے کہ یہ کتاب بغیر رو و رعائیت کے صاف طور سے گنہگاروں کو مجرم گردانتی ہے۔ وہ اس کو رد کرنے اور اس کی مخالفت کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں کیونکہ جب وہ اُن کی مخالف ہے تو وہ بھی اُس کے سخت مخالف ہو جاتے ہیں۔ یہ کسی کی چاپلوسی نہیں کرتی پر جو جان گناہ کرتی یہ اس کو مجرم ٹھہراتی ہے اس لئے لوگ اس کے مخالف بنجاتے ہیں۔ یہ صاف بتلاتی ہے کہ "دُنیا گزرتی جاتی ہے اور اس کی شہوت بھی لیکن وہ جو خدا کی مرضی بجالاتا ہے وہ ہمیشہ تک قائم رہتا ہے۔"+

۱۵۰ برس گزرے کہ ٹامس پین نے اپنی کتاب میں کہا تھا کہ "پچاس برس کے بعد بائیبل کا چھپنا بالکل بند ہو جاویگا" لیکن اب اس سے تگنا زمانہ گذر چکا ہے اور ٹامس پین صاحب بھی دنیا کو بھول چکے ہیں پر بائیبل کا چھپنا بند نہیں ہوا بلکہ گذشتہ زمانوں سے زیادہ شمار میں اور زبانوں میں یہ کتاب چھپ رہی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک لڑائی کے موقعہ پر ایک جہاز نے غلطی سے ایک چٹان کو دشمن کا جہاز سمجھا اور بڑے زور سے اُس پر حملہ کرتا رہا۔ لیکن اگلے دن معلوم ہوا کہ وہ کوئی جہاز نہ تھا بلکہ ایک چٹان تھا۔ تو وہ اپنی بیفائدہ کوشش پر شرمندہ ہوئے۔ اسی طرح سے دنیا بائیبل کی مخالفت کرتی اور مثل دیگر مذہب کے اُس کو ایک معمولی مذہب سمجھتی ہے اور حملے کرتی ہے۔ پر وہ تو زمانوں کا چٹان ہے جس کو انسان کی طاقت ہلا نہیں سکتی اور اس کے بالمقابل مخالفانہ کوششیں بالکل رائیگاں ہیں۔ کیونکہ یہ خدا کا طریقہ نجات ہے۔ جو تمام بنی آدم کی نجات کے لئے اُس کی طرف سے مقرر ہوا ہے۔"

اظہر من الشمس ہے کہ دین عیسوی اپنے شروع زمانہ سے ملک یہودیہ سے نکل کر دنیا کے تمام ممالک میں پہونچ چکا ہے یا عنقریب پہونچ رہا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ اس کی اشاعت ہر ملک میں کم و بیش ہو رہی ہے۔ اور ایسا ہونا ضرور تھا۔ کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے صاف صاف فرما دیا تھا کہ انجیل کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تب آخر ہوگا۔ ہمعصر وطن "اسلام براعظم افریقہ میں" کے عنوان سے ایک بڑا نوٹ شایع کرتا ہے جسمیں وہ دکھلانے کی کوشش کرتا ہے کہ اسلام اس ملک میں ترقی کر رہا ہے اور تین صدیوں سے مسیحی کارندے

کوشش کرتے ہیں پر اب تک سرداران قبائل میں سے ایک بھی عیسائی نہیں ہوا اور نہ کوئی پوری قوم عیسائی ہوئی۔ جہاں تک اس ملک کی رپورٹ ہر سال شایع ہوتی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین عیسوی افریقہ میں بہت زور سے پھیل رہا ہے اور بیشمار لوگ عیسائی ہوتے جاتے ہیں۔ اگرچہ کوئی پوری قوم عیسائی نہ ہو مگر تاہم بہت لوگ عیسائی ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر ہمعصر وہاں کی مشنوں کی رپورٹ کا مطالعہ کرلیتا تو اُس کو پوری واقفیت ہوجاتی۔ اس میں اس کی لاعلمی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس ملک میں بہ نسبت اور ملکوں کے اشاعت عیسوی کی ترقی زیادہ ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب چاہیں تو ہم اُن کے لئے اس ملک کی رپورٹوں کا اختصار پیش کرسکتے ہیں جن سے کام کا پورا حال معلوم ہوسکتا ہے۔ ہمعصر کئی ایک ایسی باتیں بیان کرتا ہے کہ جن سے وہ ظاہر کرتا ہے کہ دین اسلام کو دین عیسوی پر فوقیت ہے چنانچہ وہ یوں لکھتا ہے ”افریقہ میں عیسویت کا جادو کیوں نہیں چلتا؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ عیسویت میں جن قوموں کا مذہب ہے۔ وہ اپنے آپ کو تمام دوسری قوموں سے اعلیٰ اور افضل سمجھتی ہیں۔ اور اُن کے ساتھ برتاؤ میں ایک طرح کی کھچاوٹ اور رکاوٹ ہوتی ہے“ الخ ”مسلمان خواہ کسی ملک کسی رنگ اور کسی نسل کے ہوں اُن کے بھائی ہیں“ ”بھائی ہونے کی تعلیم اور اعلیٰ محبت کا جو نمونہ عیسائی مذہب پیش کرتا ہے۔ اسلام میں تو اسکا سوال حقیقی نہیں یہ تو حقیقتاً مسیحی مذہب کی سب خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی ہے۔ اور پھر لکھا ہے کہ ”معزز سے معزز شخص بھی عیسائی ہوکر اعلیٰ سوسائٹی میں شامل نہیں ہوسکتا۔ برخلاف اس کے ایک مہیر یا جو مدراس کی طرف ایک اونٹے ذات ہے۔ مسلمان ہوکر اُن کا بادشاہ بن سکتا ہے“۔ یہ بھی درست نہیں ہے۔ مسیحی ہوکر مسیحی کلیسیا میں سب کو برابری کا درجہ ہے اور سب ایک ہی جماعت میں گنے جاتے ہیں جس کو کلیسیا کہتے ہیں۔ دین کے لحاظ سے کوئی اعلیٰ یا ادنےٰ سوسائٹی مسیحیوں میں نہیں ہے۔ ہاں البتہ حیثیت کے لحاظ سے اعلیٰ اور ادنےٰ کا خیال انسانی خیالات سے ضرور ہوتا ہے اور یہ سب میں پایا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی ایسا دیکھا جاتا ہے متمول مسلمان غریبوں سے اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی مذہبی تمیز نہیں ہے۔ ہمعصر اس مضمون میں تو اسلام کی فوقیت ظاہر کرتا ہے اور ”حفاظت اسلام“ کے مضمون میں جو اس اشو میں ہے اسلام کی گری ہوئی حالت پر واویلا کرتا ہے۔ درست کونسی ہے؟

بیواؤں کی شادی ایک ایسا سوال ہے کہ جسپر جتنا

زور دیا جاوے اتنا ہی بجا ہے کیونکہ بے شمار خرابی نے جو اس ملک میں ہوچکی اور اب ہو رہی ہے تجربہ کرکے دکھلا دیا ہے کہ بیواؤں کی شادی ایک ضروری امر ہے۔ شکر ہے کہ بعض بعض ہندوؤں میں اس کا رواج دینا مناسب سمجھا دیسی شادیاں کرنے بھی لگی ہیں۔ پر ہم کو ہمعصر کوکب مطبوعہ ۱۳ ستمبر ۱۹۰۹ء کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کی مخالفت کرنے والے بھی اُس کے برخلاف زور لگانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہمعصر ناقل ہے کہ بنگال کے نامہ سندر اس کی رائے ہی کہ بیواؤں کی شادی کرنا ضروری بات ہے۔ پر افسوس کی خبر ہے کہ کائیست لوگوں میں ایک بیوہ کی شادی کی گئی جس کے سبب سے دوسرے سب کائیست ناراض ہوگئے اور نہ صرف دلہا دلہن کو ذات سے خارج کردیا پر یہ ٹھہرایا کہ وہ سب جو اس شادی کی رسم میں شریک ہوئے علیحدہ سمجھے جاویں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے یہ وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی شادی نہ کرینگے اور اس بیچاری عورت کو دلہا نے اپنے گھر سے نکالدیا۔ اس جماعت کے ہادی دعوےٰ کرتے ہیں کہ ویدکی تعلیم کے مطابق بیواؤں کی شادی کرنا ناجائز ہے اور اگر ایسی شادیاں ہونے لگیں تو ہندو دہرم کی جڑ پر کلہاڑا چلاتا ہے۔ افسوس ایسے مذہب اور اس کے بانیوں پر بیچاری نو یا دہ برس کی لڑکی کی شادی کی جاتی ہے۔ اگر اس کا بیاہتا شوہر مرجاتا ہے وہ زندگی بھر کے لئے بیوہ ہے۔ ہندو دھرم قائم رہنے کے لئے ضرور ہے کہ وہ بے چاری مصیبت کی ماری زندگی بھر ایک حقیر اور کمبخت کے طور پر اپنی زندگی کاٹتی۔ اگر ہندو دھرم کے ہادی یہی ٹھہراویں کہ جس طور پر بیوہ عورتوں کی شادی جائز نہیں اسی طور پر ان آدمیوں کی شادی جائز نہیں جنکی عورتیں مرگئی ہیں تو صورت اور ہی نظر آویگی۔ نتیجہ بکار اور واویلا مچ جاویگا۔ یہی سننے میں آیا ہے کہ وہ لوگ جو بیواؤں کی شادی کے خلاف ہیں وہ تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ کیا ایسے مفعاوں کے سبب قوم کی بہبودی ہوسکتی ہے ہرگز نہیں۔ ان بے بیچاریوں کی گریہ وزاری کی آواز خدا کے تخت تک پہونچے گی اور ضرور شنوائی ہوگی۔ بہتر ہے کہ ہندو دھرم کا نام نشاں ہمارے بیچ سے جاتا رہے تاکہ یہ مصیبت کی ماری عورتیں رہائی پاویں۔ کاش کہ ہم سب موقعہ کے مطابق اس لعنت کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ خدا مرد اور عورت دونوں کو پیار کرتا ہے اور اگر ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے تو وہ خدا کے حکم کو توڑتا ہے اور ضرور اُس کے سامنے ملزم ٹھہریگا“ ہمعصر کی مندرجہ بالا باتوں کیساتھ حرف بحرف ہم متفق ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ یہ بد دستور ملک سے بالکل جاتا رہے اور بیچاری بیوہ عورتوں کی ناگفتہ بحالت پر گورنمنٹ کو بھی ہمدردی کے خیال سے کچھ نہ کچھ سٹیپ ضرور لینا چاہئے۔ کیونکہ جہالت ایسے کاموں کو روکنے کے لئے ملک میں اب تک حیث موجود ہے۔ جس طرح ستی وغیرہ کی بد رسموں کو حکماً ملک سے دور کردیا ہے یہ بد دستور بھی ان بُرے دستوروں سے کچھ کم مضر نہیں ہے اس کا انسداد بھی ضروری ہے۔



ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین و اخرجوکم من دیارکم وظاھروا علیٰ اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون (سورۃ ممتحنہ رکوع ۲)

ترجمہ۔ بتحقیق اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے تم کو ان لوگوں سے جنہوں نے لڑائی کی دین کے معاملہ میں اور انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا اور انہوں نے تمہارے نکالنے پر مدد دی ان کو اپنا ولی دوست مت بناؤ۔ اور جو ان سے دوستی گانٹھے گا وہ ضرور ظالم ہو جائے گا۔

اقول۔ آیت مندرجہ بالا بھی جنگ مذہبی کا اظہار کرتی ہے اور دشمنوں سے دوستی گانٹھنا اور ملنا منع کرتی ہے۔ بلکہ صاف خبردار کرتی ہے کہ ان کیساتھ ہی ظالم ہو جاؤ گے۔ بھلا ان آیتوں میں انصاف کی کونسی بات ہے۔ جس کو ایڈیٹر صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آیتیں تو ظاہر کر رہی ہیں کہ دین کا معاملہ ایسا پیارا معاملہ ہے جو دین کے ایسے دشمن ہوں ان کے ساتھ لڑائی کرو۔ کیوں صاحب اب ان آیتوں کی کچھ اور تفسیر کرو گے؟ یہ تو آپ کی پیش کردہ آیتیں ہیں۔ ان سے آپ کا کچھ مدعا ثابت نہ ہوا بلکہ ہماری باتوں کی تائید ضرور ہو گئی۔

قولہ۔ مندرجہ ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کی جان محض اس کے برے عقائد کی بناء پر لینے کی اجازت نہ تھی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ (سورۃ مائدہ رکوع ۵)

ترجمہ۔ جو کوئی کسی جان کو بغیر جان کے قتل کرتا ہے یا بغیر کسی فساد کے زمین میں تو گویا وہ تمام جہان کو قتل کرتا ہے۔

اقول۔ اس آیت کا پہلا فقرہ ضرور جان کے بدلے جان بتاتا ہے جو شریعت کے مطابق ہے مگر دوسرا فقرہ فساد کے لئے خون کو جائز ٹھہراتا ہے اور مذہبی فساد سے کونسا فساد بڑا ہے۔ تو اس کے لئے تو اس آیت میں صاف اجازت ہے۔ اور اس پر ہمارا اعتراض ہے

قولہ۔ جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہے اس سے ذرا بھی شک نہیں رہتا کہ اسلام کی اشاعت بذریعہ شمشیر نہیں ہوئی۔ اور نہ اس غرض کے لئے مسلمانوں نے اپنے دشمنوں سے لڑائیاں کیں۔

اقول۔ ایڈیٹر صاحب ثبوت کہاں ہوا؟ قرآن کی تعلیم تو بقول آپ کے جنگ کو جائز قرار دیتی ہے جیسا کہ خود آپ کی پیش کردہ آیات ہی بتا رہی ہیں کہ لڑنا مارنا قتل کرنا لوٹنا سب حکماً جائز ہے۔ اگر انکار ہو تو ہم تیار ہیں کہ ایک لمبی چوڑی فہرست تمام آیات قرآن شریف سے نکال کر پیش کریں پھر جس حال میں کہ خود اپنی تحریر میں آپ دفاعی جنگ کے قائل۔ منکروں۔ مشرکوں منافقوں سے جنگ کی اجازت قرآن دیتا ہے حتیٰ کہ لوٹ کا مال اور عورتیں وغیرہ بھی لینی روا ہیں تو پھر ان کی نفی کہاں ہے؟ اشاعت اسلام کے لئے اگر یہ سب کچھ نہیں ہوا تو پھر کیوں ہوا اس کا جواب دینا آپ کا فرض ہے

قولہ۔ تلوار صرف ان کو روکنے کے لئے اٹھائی گئی تھی جنہوں نے مسلمانوں کے برخلاف پہلے تلوار اٹھائی اور جن کو اگر روکا نہ جاتا۔ تو وہ اسلام کے نام کو بھی صفحہ دنیا سے مٹا دیتے۔

اقول۔ ایڈیٹر صاحب یہی تو ہمارا کہنا ہے کہ اسی لئے تو اسلام نے تلوار کو روا کر لیا۔ یہ بھی دین کا تو مقابلہ تھا جس کے لئے تلوار اٹھائی۔ اسی پر تو ہمارا اعتراض ہے۔ آپ خود قبول کر کے پھر فوراً انکار کرنے لگتے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں دین کے لئے تلوار اٹھانا آپ خود ہی نہیں بتلاتے؟ آپ تو فرماتے ہیں کہ اگر تلوار نہ اٹھائی جاتی تو اسلام صفحہ دنیا سے مٹ جاتا تو ہم جب کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے دین کے لئے جنگ کیا۔ جہاد کیا۔ لوٹ مار کی تو کیوں آپ کو برا لگتا ہے۔ اگر بقول آپ کے ہم مان لیں کہ آپ کے حامیان دین نے قصداً لڑائی سے گریز کرنا چاہا اور اپنے بچاؤ کے لئے آخر لڑائی کرنی پڑی تو بھی آپ کی تعلیم اعتراض سے بری نہیں ہوتی۔ ہمارا اعتراض تو صاف صاف یہ ہے۔ کہ تلوار کے زور سے اشاعت اسلام ہوئی اور وہی آپ خود مان رہے ہو کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسلام صفحہ دنیا سے مٹ جاتا۔ تلوار نے اس کو مٹنے سے بچا لیا تو پھر اس سے انکار کی وجہ معلوم کیا ہے؟

قولہ۔ مسلمانوں کو یہ حکم تھا کہ وہ تلوار کو فوراً نیام میں داخل کریں اگر دشمن تعاقب سے باز آ جائے۔

اقول۔ ہم معصر کو بتلاتے ہیں۔ کہ یہ حکم دینے کی کیا وجہ ہے۔ ایسا حکم تو مسلمانوں کی ظلم تشدد کرنے کی تیزی کو دور کرنے کے لئے تھا جبکہ کشت و خون کرنے کی عادت ہو چکی تو پھر وہ کیونکر اس سے باز آتے اور جب وہ باز نہیں رہ سکتے تھے اور ظلم پر ظلم کرتے چلے جاتے تھے تو پھر ایسے حکم کی ضرورت خود ہی معلوم ہوئی کیونکہ آخر ہر ایک چیز کی حد ہو ہی جاتی ہے۔ اس میں کوئی خوبی تو نظر نہیں آتی۔

قولہ۔ مذکورہ بالا آیتیں بالکل صاف بتا رہی ہیں کہ عیسائی واعظ کا قرآن شریف پر یہ الزام لگانا کہ اس نے مسلمانوں کو بذریعہ شمشیر اسلام پھیلانے کا حکم دیا بیہودہ اور صریح بے انصافی ہے

اقول۔ نہیں ایڈیٹر صاحب عین انصاف ہے کیونکہ قرآن کی تعلیم اس امر میں صاف ہے۔ صاف اور صریح تعلیم کے ہوتے ہوئے پھر ناحق انکار کرنا بے انصافی ہے۔ یہ عیسائیوں کا الزام نہیں لیکن آپ کے مذہب کی تعلیم ہے۔ ضرور اسلام شمشیر ہی سے پھیلا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی تو پھیلانے کا اور کوئی دوسرا وسیلہ نظر نہیں آتا۔ (باقی ہے)

مراسلات

بیّنات یسوع ناصری

مرقومہ پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس

بجواب رسالہ

یسوع ناصری

ان اصولوں سے نتیجہ یہ تھا کہ مادہ ازل سے ہے اور خدا سے آزاد ہے اور کہ اس نے اپنی موجودہ صورت اور ترکیب خدا کی مرضی سے نہیں پائی لیکن یہ خدا سے کسی ادنےٰ درجہ کے وجود کا کام ہے۔ بعضے کہ یہ دنیا اور انسانی جنس خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نہیں بنے لیکن کسی ادنیٰ لیاقت اور ادنیٰ کاملیت والے خدا کے ہاتھ سے بنے تھے۔ لیکن وہ لوگ جو تاریک اور مشوش باتوں کو محض قیاسوں سے حل کرنا چاہتے ہیں کبھی متفق نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا وہ جنہوں نے اس مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ بعضوں نے دو ازلی اصول گمان کئے۔ ایک نور کا مالک۔ دوسرا مادہ کا۔ بعضے مادہ کا کوئی ازلی خداوند نہیں لیکن صرف کوئی معمار بتلاتے تھے۔ اور ان کا گمان تھا کہ وہ غیر فانی وجود جن کو خدا نے اپنے وجود میں سے پیدا کیا تھا ان میں کسی ایک نے مادہ کو جو خدا سے دور پڑا تھا ترتیب دی اور انسان کو بنایا۔ بعضے خیال کرتے تھے کہ تین خدا ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ اور ایک مادہ اور بدی کا سردار۔ اور تیسرا دنیا کا معمار۔ ان تین قسم کے خیالوں سے اور کئی قسم کے خیالی عقیدے گھڑے گئے اور اس فلاسفی کے فرقے کثرت سے ہو گئے۔ (تواریخ کلیسیا موشیم۔ پہلی صدی دوسرا حصہ باب ۵) اس قسم کی فلاسفی اس مشرقی علاقہ میں پھیل رہی تھی (جس کا مسادی ہندوؤں میں بھی نظر آتا ہے) جب خداوند یسوع ظاہر ہوا۔ اور جس نے اپنی تعلیم اور کاموں سے اس فلاسفی کو تباہ کر دیا تھا کہ ایک سچے اور زندہ خدا کو کل عالم کا خالق اور مالک بموجب عہد عتیق ثابت کیا تھا۔ اور بتلایا اور دکھلایا کہ وہی خدا کل آدم زاد کی نجات چاہتا ہے (یوحنا ۳: ۱۶)۔ اور کہ برائی اور گناہ انسان کے باطن میں ہے نہ کہ کسی مادی چیز میں (متی ۱۵: ۱۰-۲۰) اور کہ خدا کا فقط ایک ہی اکلوتا بیٹا ہے اور وہ دنیا کی نجات کے لئے جسم میں بھیجا گیا۔ اور وہ یسوع خود ہے۔ (یوحنا ۱: ۱۴)۔ خداوند کا رسول پولوس اور یوحنا بھی اس فلاسفی کی مخالفت کرتے ہیں (دیکھو پہلا تمطاؤس ۶: ۲۰ جس میں نوسٹس کا ذکر آیا ہے۔ اور کلسیوں ۲: ۸ اور مکاشفات ۲: ۱۵-۱۶)

باوجود اس آگاہی کے ایسا ہوا کہ دوسری صدی عیسوی میں ناسٹک لوگوں نے وہ طور اختیار کیا جیسا کہ مورخ موشایم صاحب یوں لکھتے ہیں کہ مشرقی فلاسفروں کا یہ خیال بھی تھا کہ ارواح ناطق مادہ کے ساتھ ملیں اور جسموں میں رہنے لگیں خدا تعالیٰ کی مرضی اور خوشنودی کے برخلاف۔ اور وہ خدا کی طرف سے ایک قادر ایلچی کی انتظاری میں تھے۔ جو ان روحوں کو جو اپنے جسموں کے بوجھ سے مظلوم ہو رہی تھیں سچے خدا کا عرفان بخشیگا اور اس مادی دنیا کے مالکوں کی غلامی سے رہائی دیگا۔ سو جب ان میں سے بعضوں نے معلوم کیا کہ یسوع اور اس کے دوستوں نے فائدہ مند معجزے کئے تو وہ ایمان لانے پر آمادہ ہو گئے کہ خدا کا وہ قادر ایلچی یسوع ہے جو انسان کو ان جنوں کی قید سے رہائی دینے کے لئے آیا ہے جو اس دنیا پر حکومت کرتے ہیں اور روحوں کو ان کے جسموں کے میل سے چھڑانے آیا ہے۔ یسوع کو اس طرح مانکر پھر انہوں نے یسوع اور اس کے شاگردوں کی تعلیم کو جس طرح چاہا بگاڑ کر اپنے خیالوں کے ساتھ ایک سُر میں کیا (تواریخ کلیسیا۔ ایضاً)۔ اُن کی اس بدعتانہ کارروائی کی کیفیت بھی سناتا ہوں تاکہ کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔

(الف) خداوند یسوع کے مجسم ہونے کے بارے۔

ناسٹکس کا جو خیال مادہ یا جسم کی بابت تھا۔ اُس کی رو سے انہوں نے یہ بات ماننا منظور نہ کیا کہ یسوع کی الٰہی ذات مادی جسم کے ساتھ مل سکتی تھی جو کہ اپنی اصل ہی میں برا ہے اسلئے یسوع کے مجسم ہونے کو دو طرح حل کرنے کی تجویز سوچی تھی۔

(۱) یہ کہ یسوع فقط انسان تھا الٰہی نہیں تھا۔ اور بپتسمہ پانے کے وقت الوہیت اُس پر کبوتر کی شکل میں اُتری تھی۔ اور مصلوب ہونے کے وقت اُس کو چھوڑ گئی تھی۔ یہ خیال ابیونیوں اور باسیلائیڈیز۔ اور کارپوکراٹیز اور سرنتھس نے گھڑا تھا۔

(۲) یہ کہ مسیح الٰہی وجود تھا اور انسان نہیں تھا۔ اور کہ اُس کا جسم مادی نہیں تھا لیکن محض ایک سایہ بے نمود تھا۔ لیکن صرف انسان نظر آتا تھا۔ اسلئے مسیح حقیقت میں مصلوب نہیں ہو سکتا تھا اور صرف ایسا نظر آتا تھا۔ اور اس لئے اُس کا زندہ ہونا اور آسمان پر جانا بھی نہیں مانتے تھے۔ سیٹرنائنس اور کرے ٹائیٹس اور مارسی ان کا یہ خیال تھا اور اس سبب سے یہ لوگ ڈوسیٹی کہلاتے تھے۔ جو یونانی لفظ ہے بمعنے نظر آنا۔

(ب) کفارہ کے بارے میں انہوں نے اپنا خیال بنالیا تھا کہ مسیح کی رسالت کا منشا یہ نہ تھا کہ گناہ کے بدلے مارا جائے بلکہ یہ تھا کہ اپنے آسمانی آغاز



کا علم یا گیان لوگوں کو بخشے اور اُن کو سکھلاوے کہ وہ بھی اپنی گم شدہ حالت کو کس طرح بحال کر سکتے ہیں۔ نجات قربانی کا نہیں بلکن ۶۷۵۵،۹ گیان کا نتیجہ ہے۔

(ج) اس اصول کی وجہ سے ناسٹکس کے بعض فرقے ڈیمی اُرگس یعنے اس دنیا کے خالق کے دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لئے یوگ ابھیاس کو فرض بتلاتے تھے اور بیاہ کرنا منع کرتے تھے اور دوسرے فرقے کہتے تھے کہ چونکہ ہم گیان رکھنے والے ہیں ہمارے عمل کچھ حقیقت نہیں رکھتے اور ہر قسم کی بدی اور عیاشی کو روا رکھتے تھے اور ان کی ایسی چلن سے مسیحی لوگوں پر بھی الزام لگائے جاتے تھے۔

اس کیفیت سے وزیر چند صاحب خوب جان سکتے ہیں کہ ان ناسٹک لوگوں نے جو عیسائی ہو گئے تھے اگرچہ یسوع کے معجزات کو سچ مانا تھا اور اُس کی دائمی یا عارضی الوہیت کے بھی قائل تھے (اُن کو الوہیت ضرور ماننی پڑی تھی) تاہم انہوں نے یسوع کی وجودی حالت اور اُس کے مصلوب ہونے کو اول بدل کر کے اپنی خیالی فلسفہ کے اصولوں کے ساتھ ملانا چاہا اور اس لئے مسلمہ ایمان مسیحی سے ان کی باتیں غیر ٹھہری تھیں اور ایسی باتوں کا غیر ٹھہرنا ضروری تھا۔ مگر وزیر چند صاحب نے اُن کے خیالوں اور اس من گھڑت غلط ملط کو صحیح مانتے اور ان کی بنا پر یسوع کے مصلوب ہونے اور حقیقی انسانی وجود رکھنے سے انکار کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کیا۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ آپ کا اُن ناسٹک رہبروں کے مردہ اور مدفون خیالات کو اکھاڑنا بے فائدہ تعفن پھیلانے کی کوشش کرنا ہے۔ ان بدعتیوں کے بناوٹی خیالوں سے واقعی صداقت ٹل نہیں ہو سکتی اور ایسے بدعتیوں کا اور مخالفوں کا برپا ہونا کوئی خوف کی بات نہیں ہے۔ باقی آئندہ

ویدک شائستگی

شت پتھ براہمن میں قصہ ہے کہ سوم آکاش پر تھا۔ گایتری اُسے لیکر آ رہی تھی۔ اتنے میں گندھرب اُس پر حملہ کر اُس سے سوم کو چھین لے گئے۔ تب دیوتاؤں نے واگ دیوی کو بھیج کر گندھربوں سے سوم منگوا لیا۔ انہیں قصوں کی بنیاد پر سائنا چاریہ نے ویدک شیئن چڑیا کے معنے گایتری کئے۔

رگوید ۱۰۔ ۳۴۔ ۱ میں ایک پاسہ کھیلنے والا شاعر اپنے پاسہ کی تعریف میں یوں بیان کرتا ہے "جو ان نام پہاڑ پر جو مہر وہ سوم پیدا ہوتا ہے اُس کا رس پی کر جس طرح خوشی حاصل ہوتی ہے بہیڑے کی لکڑی کا بنا ہوا پاسہ میرے لئے اسی طرح خوشی بخشتا ہے" اس رچا کے مطابق سوم کی جائے پیدائش آسمان تو نہیں بلکہ مجوان نام پہاڑ ہے۔

۹۔ ۶۲۔ ۴ میں "پہاڑ سے پیدا شدہ سوم خوشی کے لئے پیسا گیا اور پانی میں جیسا وہ باز کی طرح تیز رفتاری سے اپنی جگہ جا بیٹھا" اس رچا کے مطابق بھی سوم ایک پہاڑی بیل ہے۔ یہاں پر باز کی رفتار سے سوم رس کے بہنے کی تشبیہ دی گئی۔ اسی تشبیہ سے مذکورہ بالا قصہ ایجاد کر باز کو سوم کی لانے والی کہا گیا۔ رفتہ رفتہ پہاڑ کے عوض آسمان سوم کی جائے پیدائش ٹھہرایا گیا اور باز گایتری بتائی گئی۔ بیچ میں گندھربوں سے سوم کا چھینا جانا اور واگ دیوی کو ننگی بھیج گندھربوں کو شہوت میں مست کرنا اور یوں ان کے پاس سے سوم نکال لیجانا وغیرہ باتیں گھڑی گئیں۔

باقی آئندہ

لوط کا انتخاب

(سلسلہ کے لئے دیکھو پرچہ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

آنکھ کھلی بے ہوشی سے جاگا۔ چارپائی سے اُٹھا بیوی اور لڑکیاں تو سوتی ہی پڑی تھیں ادھر اُدھر زیورات و نقد کے جمع کرنے اور باندھنے میں لگی تھیں کہ لوط نے شور مچانا شروع کیا۔ گھر میں کہرام مچ رہا تھا۔ چیزیں اُلٹ پلٹ پڑی تھیں۔ اس کو باندھو اُس کو پھینکو۔ اسے اُٹھاؤ اسے رکھو ہو رہا تھا کہ دونوں فرشتے تیز سے شور و غوغا کے سبب جاگے۔ دیکھا وقت قریب آ گیا صبح صادق عنقریب نمودار ہے۔ فوراً لوط سے کہا جلدی جلدی جانا ہے۔ لوط اُس کی بیوی اور لڑکیاں بسرعت تمام چیزوں کو درست کرنے لگیں کہ فرشتوں نے سب کو ہاتھ سے پکڑ کر باہر نکالنا شروع کیا۔ لوط کو وہ بیوی اور دونوں لڑکیوں کے چور کی طرح نکال شہر کے باہر لائے لوط تو خالی ہاتھ تھا لیکن بیوی اور لڑکیوں نے چند بقچے ہاتھوں اور بغلوں میں دبائے ہوئے تھے۔ فرشتوں نے چھین کر پھینک دیئے اور غصہ سے کہا تم ان کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ سدوم کا مال سدوم کے ساتھ غارت ہوگا اپنی جان لے کر بھاگو۔ اپنے پیچھے مت دیکھو میدان میں کہیں مت ٹھہرو سیدھے پہاڑ پر بھاگ جاؤ نہ ہو کہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ۔ جاؤ جاؤ کیونکہ جب تک تم سامنے کے پہاڑ پر نہ پہونچو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ لوط نے کمال ادب اور عاجزی سے کہا وہ رات کا تھکا ہارا تھا۔ جناب ہم اس پہاڑ تک جانے کی طاقت نہیں رکھتے آپ نے ہم پر ایسا بڑا احسان کیا کہ ہماری جان بچائی حکم ہو تو اس چھوٹے سے قصبہ ضغر نامے میں چلے جائیں۔ کیا وہ چھوٹا نہیں؟ اچھا جاؤ۔ بے تو اس کی غارت کا حکم بھی نافذ ہو چکا لیکن تمہاری خاطر ہم اُسے برباد نہ کرینگے۔

باقی آئندہ

لائق توجہ گورنمنٹ آف انڈیا

(سلسلہ کے لئے دیکھو پرچہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

افلاس کے عارضہ نے ناتوان کیا ہوا ہے۔ ان کا جی تو چاہتا ہے کہ جگہ بجگہ گرجے اور مدرسے بنائیں پر کیا کریں بشنریوں کے روپے کو دیکھکر جی بہلا لیتے ہیں۔ بعض جگہ تو زمیندار اپنے گاؤں میں ٹکنے نہیں دیتے۔ میں سنا ہے کہ ایک جگہ کے محمدی زمینداروں نے ایک تعلیم یافتہ اور بڑے لائق مسیحی کا پانی کنوؤں سے روکا یعنی گاؤں کے سقہ کو حکم دے دیا اگر تم اس عیسائی کا پانی بھروگے تو ہم تم کو گاؤں سے نکال باہر کرینگے۔ ایلو یہ تو عیسائیوں کی باہر قدر ہے۔ اب اگر ان کو زمینوں میں حصّہ اور نوکریوں کیلئے جگہ نہ ملی تو اس غریب اور کمزور سوسائٹی کے ترقی کرنے کی کوئی اُمّید ہوسکتی ہے؟

پس دست بستہ التماس کے بعد اُمّیدوار ہیں کہ سرکار دولت مدار ضرور نظر الطاف سے مسیحیوں کو دیکھے گی۔

راقم پادری بوٹا مل۔ رسول پور چک نمبر ۹۲

بار میں چوراکاری کی حد نہیں۔ دن رات چوری کرتے ہیں۔ لوگوں کا گمان ہے۔ کہ پولیس چوروں سے ملی ہوئی ہے۔ سرکار کوئی جلدی تدارک فرماوے۔ چور عموماً جنگلی اور بچاوے ہیں ۔

نامہ نگار نمبر ۸۲ چک

یہ خبر خوشی سے سنی جاتی ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ نے بھی اپنی ریاست میں ابتدائی تعلیم مفت کر دی ہے۔

سیالکوٹ کنونشن

راقمہ ایک دیسی مسیحی بی بی

مجھے سیالکوٹ کنونشن میں ۲۶ ستمبر کو حاضر ہونیکا موقعہ ملا۔ اگرچہ میری خواہش تھی کہ ان مبارک دس دنوں میں برابر حاضر رہوں مگر کسی عزیز کی بیماری کے سبب حاضر نہ ہو سکی۔

میں یہ ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ کنونشن کے کچھ عرصہ پیشتر ایک خط کسی کنونشن کے منتظم کے مددگار کے پاس آیا جس میں چٹائیوں اور مشکوں کی جو کنونشن کے لئے درکار تھیں ہدایت لکھی تھی۔ ایک مسیحی نے اُس وقت مجھے کہا کہ کیوں اتنا روپیہ بے فائدہ خرچ ہوگا اس سال بہت لوگ اُمّید نہیں کہ سیالکوٹ کنونشن میں آویں۔

جب میں سیالکوٹ کنونشن کی طرف سفر کر رہی تھی۔ تو ایک بزرگ مسیحی جو سیالکوٹ کنونشن کی طرف سفر کر رہے تھے میرے کمپارٹمنٹ میں آبیٹھے۔ اُن سے میں نے پوچھا کہ کنونشن کی کوئی خبر آپ نے سُنی۔ آپ نے فرمایا کہ چند جوانوں نے جو کنونشن سے ہو کر آئے تھے مجھے بتایا کہ پندرہ سو اشخاص کے قریب اس وقت سیالکوٹ کنونشن میں موجود ہیں۔ چنانچہ میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔

رات کے اجلاسوں میں مجھے اُس روحانی خوشی کی لذّت ملتی تھی جس کا ذکر مکاشفات ۷: ۹ و ۱۰ میں ہوا ہے اور خیمہ اُس کی حضوری سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا اور حمد اور ستائش سے خیمہ گونج اُٹھتا تھا۔ ایک اجلاس میں رات کے وقت جبکہ ایسی سنجیدگی اور خاموشی تھی گویا کہ لوگ تیار تھے کہ خداوند بولے اور ہم سنیں اُسی وقت خداوند اس مجمع سے اس طرح ہمکلام ہوا۔ کہ میں نے تمہارے لئے سب کچھ کیا جو کر میں سکتا تھا۔ میں نے تمہیں بڑی قیمت سے ایسے وقت خریدا جبکہ تم ایک بے رحم اور ظالم آقا کے ہاتھ بک چکے تھے۔ تمہاری قیمت کے لئے میں نے اپنے محبّت سے بھرے ہوئے دل کو صرف تمہاری خلاصی کی خاطر دیدیا۔ لیکن تم نے میرے دل کو بہت ہی شکستہ کیا۔ آہ اب میں اپنا ٹوٹا ہوا دل دکھانے کے لئے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور آسمانی باپ نے اپنے دل پر سے پردہ ہٹا کر ہمیں پیدائش ۶: ۵، ۷ آیت و یرمیاہ ۸: ۱۸ تا ۲۲ و یرمیاہ ۹: ۱ وغیرہ ان مقاموں پہ دکھلا کر پھر کنونشن کے ایک بڑے گروہ کو کلوری پر لیگیا۔ وہاں جا کر اس پرمحبت دل کی شکستگی اپنے عزیز اور اکلوتے بیٹے کی مصیبت اس طرح پر دکھلائی کہ اجلاس میں سے بہتوں کے آنسو رک نہ سکے۔ آہ آسمانی باپ کی پرمحبت خواہش یہی چاہتی ہے۔ کہ اس کی بیٹی جو دور چلی گئی اور جو بہت ہی زخمی بھی ہوئی ہے اس پر جلعاد کا روغن بلسان لگ جاوے۔ اور وہ چنگی ہو جاوے۔ اُس مجمع میں کتنی بیٹیوں نے صرف اس مقصد سے اپنے باپ کے آگے گر کر اقرار کیا کہ وہ پھر کبھی اپنے آسمانی باپ کا دل نہ توڑیگی۔ بلکہ ہمیشہ اُس کی خوشی اُن کی خوشی ہوگی۔

بہتوں کو پاک روح نے ایسا قائل کیا کہ اُنہوں نے نئی پیدائش پائی کتنے جو کہ دھوکے سے سمجھ رہے تھے کہ اُن کو نئی پیدائش مل چکی ہے۔ روح القدس کی قوت اور اُس کے نور میں ان کو بھی اپنی حالت دکھلا دی جبکہ گلاتی ۵: ۱۹ و ۲۲ سے جسم کے کاموں اور روح کے پھلوں کا مقابلہ ہوا۔

کتنوں کو اس کنونشن میں معلوم ہوا کہ وہ کیا ہیں یعنے وہ خداوند کی میراث ہیں وہ انگور کے درخت کی ڈالیاں ہیں وہ فرزند ہیں وغیرہ اور باوجود اس کے کہ وہ اس کی میراث ہیں۔ پھر بھی اپنے تئیں خداوند مالک کے سپرد

نہیں کیا بلکہ اپنی مرضی اور اپنی خوشی کی پیروی کرتے رہے۔ اور چونکہ حقیقی مالک کو کلیتًا اپنے پر قبضہ کرنے نہیں دیا۔ اسلئے برائیوں اور بے پروا ہونے کے سبب سے کانٹے اور اونٹ کٹارے اُس میں اُگ گئے۔ تو بھی مہربان مالک اس میراث کو سرسبز اور زرخیز بنانے کیلئے اب تک دروازہ پر کھڑا انتظار کر رہا ہے۔ ہاں اُس دروازہ پر جس پر چٹخنی بند ہونے کے سبب گھاس پھوس اور جھاڑیاں بکثرت اُگ رہی ہیں۔ اس کی بے حد محبت کا تقاضا اُس کو جانے نہیں دیتا جب تک کہ وہ اس کے لئے یہ کہہ کر کھول نہ دے کہ اے خداوند آ اور اپنی میراث کو جو میں ہوں لے اور اُس کو صاف کر اور پھلدار بنا۔ آمین

راقمہ ایک دیسی مسیحی بی بی۔

توبہ

بعد اُس کے کہ ہم نے سچائی کی پہچان حاصل کی جان بوجھ کے گناہ کریں۔ تو پھر گناہوں کے لئے کوئی قربانی نہیں مگر عدالت کا ایک ہولناک انتظار۔ اور آتشی غضب جو مخالفوں کو کھا لیگا باقی ہے جس نے موسے کی شریعت کو حقیر جانا۔ تو رحمت سے خارج ہو کر دو تین کی گواہی سے مارا جاتا تھا بس خیال کرو کہ وہ شخص کتنی زیادہ سزا کے لائق ٹھہریگا جس نے خدا کے بیٹے کو پامال کیا اور عہد کے لہو کو جس سے وہ پاک ہوا۔ ناپاک جانا اور فضل کی روح کو ذلیل کیا کیونکہ ہم اسے جانتے ہیں جس نے یہ کہا کہ انتقام لینا میرا کام ہے۔ میں ہی بدلہ لونگا خداوند فرماتا ہے۔ اور پھر یہ کہ خداوند اپنے لوگوں کی عدالت کریگا۔ زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک ہے۔

عبرانی ۱۰: ۲۷-۳۰

مرتدوں کے حق میں خدا کے کلام کا فتویٰ ہے۔ توبہ سب کی منظور ہے۔ کیسا ہی سخت گنہگار کیوں نہ ہو مسیح اُس کو رد نہیں کرتا لیکن سچی توبہ ہونی چاہئے۔ ۲۰ تاریخ کے نور افشاں میں بھائی متھول سوداگر کی توبہ کا ذکر ہے۔ ایک گنہگار کی توبہ پر آسمان کے فرشتے خوشی کرتے ہیں۔ ہم کیوں نہ کریں۔ لیکن ہم عالم الغیب نہیں۔ توبہ کا ثبوت اعمال سے ہونا چاہئے۔

مناسب ہے کہ بھائی متھول پہلے مکتی فوج میں جا کر اپنی توبہ کا ثبوت دے۔ وہاں سے سپر فیتیقہ مشن میں ثبوت دے۔ یہاں سے پولی مشن ظفروال میں توبہ کا ثبوت دے۔ مسیحیوں کے سب فرقے آپ کے مداح ہیں۔ مسلمان بھی آپکو یاد کرتے ہیں۔ آریہ تو آپکو کبھی نہ بھولینگے۔ ضرور ہے کہ وہ مسیحی کلیسیا کو تو اپنی سچی توبہ کا ثبوت دیں ہم خوش ہمارا خدا خوش۔

راقم ایک مسیحی

ذرا ایک نظر ادھر بھی

ترنتارن کے لئے نہایت غم اور رنج اور افسوس کا موقع ہو کر نہایت ہی پیارے مہربان عمیم الاحسان جناب ڈاکٹر ـ کے۔ دینا ناتھ صاحب اور اُن کی میم صاحبہ ترنتارن کو چھوڑ گئے۔ انکا ترنتارن سے جانا کئی پھولوں کے کملا جانے کا باعث ہوا اور اُن کی موجودگی میں پژمردہ بوٹے بھی لہلہاتے نظر آتے تھے۔ گو اس وقت وہ شعر مجھ کو یاد آتا ہے کہ۔ ع

وصل کی شب ہو چکی رخصت قمر ہونے لگا۔
آفتاب روز محشر جلوہ گر ہونے لگا۔

پاس تھا جب وہ پیارا تب نہ تھا مجھ کو خیال
اب جدائی میں محبت کا اثر ہونے لگا۔

ہاں پیارا ڈاکٹر صاحب اور ان کی میم صاحب جب ترنتارن میں رونق افروز تھے طرح طرح کے بیماروں کو ہر مذہب کے مریضوں کو ہاں غریب اور امیروں کی مانند محبت سے خلوص دل سے خاطر کرتے اور اُن کا علاج کرتے۔ نہ صرف بیماروں کو دوائی دینا بلکہ غریبوں کو خیرات دینے میں وہ نیک نمونہ تھے۔ ہاں ان کی منصفانہ طبیعت کے افسران سرکاری بھی تعریف کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو وقت اُن کی روانگی کا تھا مسیحی اور غیر مسیحی لوگ اپنے کاروبار چھوڑ اسٹیشن ریلوے پر ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۹ء دوپہر کے وقت گئے اور گاڑی کو روانہ کرتے ہوئے اور آنسو پونچھتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو پھرے۔ نہ صرف مسیحی نہ صرف ان کے دوست امیر و امرا بلکہ غریب کوڑھی جن سے تھوڑی دور بھی چلنا محال ہے دو میل کا فاصلہ طے کر کے اسٹیشن پر آئے اور ان کی دعا خیر کے چلانے سے گاڑی کی روانگی کے وقت اسٹیشن گونج اُٹھا۔ ان غریب کوڑھیوں کے چلانے سے سب کے دل کانپ اُٹھے۔ چونکہ میں زیادہ اس مضمون کو طول دینا نہیں چاہتا لیکن قصبہ اٹاری تحصیل دیپالپور کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ اب تیری بہبودی کے دن آگئے ہیں اور تو خدا کی نظر میں کیا ہی پسند آیا کہ خدا نے تجھ پر رحم کر کے اپنے خادم اور خادمہ کو نیشنل مشنری سوسائٹی میں منظور کر کے تیرے پاس بھیج دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا باپ ان دونوں پر فضل و کرم کرے اور روحانی برکتوں سے انکو سیراب کرے تاکہ ان کے وسیلے ناپاک دل پاکیزگی حاصل کریں اور خداوند مسیح کے وسیلے نجات ابدی حاصل کریں ہم امید کرتے ہیں کہ جس طرح جناب ڈاکٹر صاحب اور ان کی میم صاحب پانچ برس سے زیادہ عرصہ ترنتارن میں رہ کر کے مقدس لوگوں کی مانند اپنے فرائض کو پورا کرتے رہے اُس سے بھی زیادہ اب قصبہ اٹاری میں لوگوں کو فیض پہونچاوینگے پس ہماری آخری الفاظ میں دعا ہے کہ جس طرح اُن کی گزشتہ

زندگی خداوند میں گزری ہے ان کی باقی زندگی بھی خداوند کے جلال کے لئے ہووے۔ الراقم ایک نامہ نگار

ہندوستانی مسیحوں کی عام غلطی

نامہ نگار اپنی اپنی تحریر دیکے آپ فیصلہ دیں

میں نے پنجاب اور ممالک متحدہ آگرہ او اودھ کے مختلف جگہوں میں جہاں تک میرا تجربہ ہے ہمیشہ مسیحیوں کی زبان سے غیر مسیحیوں کو غیر قوم کے نام سے نامزد کرتے سنا ہے۔ اس بات کی اصلیت کے لئے جہاں تک پتہ لگایا معلوم ہوا کہ شاید ہندوستانی مسیحی شروع میں غلطی سے یا تو یہودیوں کی روایتوں کا خیال کرتے تھے۔ ورنہ اپنے آپکو یہودیوں کے وجہ سے سمجھتے تھے۔ ان میں سے دوسرا شاید کسی قدر ٹھیک ہے کہ لوگ اپنے آپ کو مسیحی ہونے کے بعد یہ سمجھتے تھے کہ ہم یہودیوں کے وجہ سے ہیں جس کی گواہی کشمیر میں ملتی ہے۔ وہاں کے لوگ عیسائیوں کو نصاران کے نام سے بلاتے ہیں جو نام یہودی بھی ان یہودیوں کے لئے جو مسیحی ہوتے تھے استعمال کرتے تھے۔ کیا یہ ہم میں بڑی بھاری غلطی نہیں ہے؟ بے شک اگر غیر مسیحی غیر قوم میں تو پھر ہم کیوں غیر قوموں میں رہتے ہیں۔ ہمیں اپنے ملک اور اپنی قوم کے ساتھ رہنے کے لئے جانا چاہئے۔ یہاں پر اور دو سوال دل میں آتے ہیں (۱) ہمارا ملک کون ہے؟ (۲) ہم کس قوم میں سے ہیں؟ اگر پہلے سوال پر غور کریں تو ہندوستان کے بغیر ہمارا کوئی وطن نہ ہوگا اور اگر دوسرے سوال پر غور کریں تو ہم ضرور یہ بات سمجھینگے کہ ہم اصل میں اس عالمگیر آریہ قوم میں سے ہیں جو وسط ایشیا سے آئی ہے اور اب ہندوستان میں رہنے سے ہندوستانی ہیں۔ پس اگر ہم ہندوستانی ہیں۔ اور ہمارا وطن ہندوستان ہے۔ پھر وہ لوگ جو عیسائی نہیں ہیں ہمارے بھائی ہوئے کیونکہ ہم ایک ہی قوم آریہ میں سے ہیں۔ اور ہم ایک ہی ملک کے باشندے یعنی ہندوستان کے ہیں۔

جس بات کا ہمیں فخر کرنا چاہئے کیونکہ یہ وہ ملک ہو کہ جس کی گذری شان کے سامنے حال کے بڑے بڑے ملک کچھ قدر نہیں رکھتے ہیں۔ اور یہ وہ ملک ہے جس کی جہانگی سکندر کسی زمانے میں بڑے بڑے مغربی بادشاہوں کے سوا اس ہاتھ ختم ہو چکے ہیں۔ یہ وہ ملک ہے جس کی موجودہ حالت میں سب سے اونچے پہاڑ دنیا بھر میں اور سب سے خوبصورت جگہیں ہیں۔ مثلاً کشمیر۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است۔
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است۔

پس اگر ہم عیسائی اپنے بھائی کو غیر قوم کے نام سے پکاریں کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے؟ پھر اگر وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داری کو جانکر اس غلطی کو درست کریں اور ایک انگلا اپنے مدر کنٹری۔ Mother Country، کو اور اپنے بھائیوں کو مسیح کے نمونہ پر چلکے پیار کریں اور مسیح کی بادشاہت کو پھیلانے کے لئے اپنی ساری طاقتوں کو کام میں لائیں۔ مجھے یقین ہے کہ مسیح اسوقت ہندوستانی مسیحی نوجوانوں کو پکارتا ہے۔ تاکہ اپنی سلطنت کو ان کے ذریعہ سے قایم کرے۔ بے شک یہ ہم پر بڑی ذمہداری ہے۔ ہم اس ذمہداری کو کسی طرح دور نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ضرور ہے کہ خداوند مسیح ہندوستان کا روحانی شاہنشاہ ہو۔ یہ بڑے اٹلین منا د مولوی کے الفاظ ہیں کہ ہندوستان کو یہ دیکھنا ہے۔ کہ خدا ایک آدمی کے ذریعہ سے جو اپنے آپ کو اُس کے سپرد کرتا ہے کیا کچھ کر سکتا ہے۔

سموئیل بکال اکسفورڈ اینڈ کیمبرج ہوسٹل الہ آباد

برکت کی عجیب بہادری

برکت مدرسہ میں طالب علم تھا لیکن علم میں ترقی نہ کرتا تھا۔ اُستاد نے اُس کو بڑی تاکید کی اور کئی بار اُس کو سزا دی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ باپ نے بھی اُس کو دھمکی دی اور لڑکا وعدہ کرتا بھی رہا کہ آئندہ میں زیادہ کوشش کرونگا لیکن وہ بھولجاتا تھا۔ اور وعدہ خلافی کرتا تھا لیکن ایک کام میں اس کی بڑی قدر رہی۔ کوئی لڑکا اُس کی مانند کسی اونچے درخت پر چڑھ نہ سکتا تھا اور اس کی مانند کود کر کوئی ایسی اونچائی تک پہونچ نہ سکا۔ کوئی دوڑ میں اُس کے برابر نہ ہو سکا۔ اور سب لڑکوں کے سامنے اُس کی بہادری اور مردانگی ثابت کی گئی۔ وہ خود غرضی سے خالی اور ہر ایک لڑکے کے ساتھ مہربانی کرنے کو تیار تھا۔

ایک ایسا موقعہ ہوا کہ جب اس کی بہادری اور مردانگی اس کے لئے علم و ہنر سے زیادہ مفید ہوئی وہ ریل کے ایک اسٹیشن کے نزدیک رہتا تھا۔ اُس کا باپ ایک پل کا خبر گیر تھا جو اسٹیشن سے آدھ میل کے فاصلے دریا پر بنا تھا۔ برکت کے باپ کا کام تھا کہ ہر ایک ٹرین کے آنے سے پیشتر اس پل کے اوپر چڑھ کے پار جاوے۔ اور دیکھے کہ آیا سب چیزیں درست ہیں۔

ایک روز ایسا ہوا کہ باپ بیمار ہوا اور پل تک جا نہ سکا۔ برکت کو بلا کر اُس نے کہا کہ اے برکت ایک گھنٹے کے بعد ایک مسافر گاڑی کی ٹرین آنے والی ہے پل کے پار جا کر دار صاحب کو کہو کہ آج رات





میرے بعد پل کی خبر داری کرتا۔ برکت نے کہا کہ بہت اچھا میں ابھی جاؤں گا۔

لینٹرن اور برساتی لے کر بارش کے بیچ چل کر پل کی طرف چلا گیا۔ اگرچہ اب صرف بارہ برس کا تھا وہ طوفان کی پرواہ نہ کرتا تھا جب دریا تک پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ لبالب بھرا ہے اور پانی بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔ وہ پل کے برابر قریب پہونچ چکا تھا۔ اور بڑے زور کے ساتھ چلا جاتا تھا پل پر چڑھ کے سر گھومنے لگا لیکن وہ حفاظت سے پار گیا جب وار صاحب کے گھر جا پہونچا تو کیا دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں ہے۔ کوئی اور آدمی نزدیک نہ تھا اور جب سوچتا تھا کہ کیا کروں پل کی طرف سے بڑی آواز آئی جس کو سنکے وہ پل کی طرف دوڑا اور کیا دیکھا کہ وہ پل بالکل بہ گیا۔

اب وہ حیران ہو کر سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں؟ دریا کے پار جانا محال ہوا اور گھر کے لوگ اس کی غیر حاضری کے سبب سے خیال کرینگے کہ لڑکا ڈوب مرا۔ علاوہ اس کے مسافر گاڑی آنے والی ہے اور اگر رو کی نہ جائے تو دریا میں گر پڑے گی اور سب مسافر ڈوب جاوینگے۔ پہلے وہ سوچنے لگا کہ میں پل کے پاس لینٹرن لال دکھلاؤں تاکہ ڈرائیور اُس کو دیکھ کے ٹرین کو روک دے۔ لیکن ہوا نے لینٹرن کو فوراً بجھا دیا۔ اور دیا سلائی بھی پاس نہ تھی۔ اب وہ کیا کرے؟ ریل شکنی ضرور ہوگی اگر وہ روکی نہ جاوے ہاں اگر وہ پہلے سٹیشن تک پہونچ سکے اور تار دلا سکے۔ تو ٹرین رک سکے لیکن سٹیشن دور تھا اور ایسے طوفان کے وقت میں وہ اتنی دور نہ جا سکا۔ خیال آیا کہ ہاتھ کی گاڑی وار صاحب کے گھر میں ہے اور اگر گھر کا دروازہ توڑ ڈالوں تو وہ ہاتھ گاڑی لے سکونگا اور اس پر چڑھ کے سٹیشن تک جا سکونگا۔ اور جب وار صاحب کے گھر پہونچا تو دیکھا کہ گاڑی باہر ہے لیکن ریل پر لگانا مشکل ہوگا۔ بڑی محنت سے اس نے اس کو ریل پر چڑھایا۔ اور سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ سٹیشن پانچ میل دور تھا

اور سارے کام کے لئے صرف آدھ گھنٹہ تھا۔ اتفاقاً ریل کا دھار اسٹیشن کی طرف ہوا اور ہوا اُس کی مددگار ہوئی زور لگا کے برکت نے ہاتھ کی گاڑی کو بھگایا۔ کبھی کبھی خیال کرتا تھا کہ میں وقت پر نہیں پہونچ سکتا لیکن اُس نے محنت کو نہ چھوڑا آخر کار سٹیشن تک پہونچا اور دوڑ کے تار کے بابو کو چلایا کہ پل ٹوٹ گیا ہے پار کے سٹیشن کو خبر دیجئے۔

اس سٹیشن میں بابو آرام سے اخبار پڑھ رہا تھا۔ اور جب ریل کی سیٹی کی آواز سنی وہ گاڑی کی طرف نظر کرکے کہنے لگا کہ دس منٹ لیٹ ہوگئی تب تار کی مشین سے آواز آئی۔ "کالک! کالک! کالک! کالک" اٹھ وہ اٹھ کے دوڑا اور کالک، کالک" سنتے ہوئے دیکھنے کو کھڑا ہوا اس وقت ریل کی آواز آئی۔ لینٹرن لیکے وہ دوڑا اور روکنے کے لئے اُس کو اٹھانے لگا مگر وہ بڑے زور سے نکل گیا اور اندھیرے میں چھپ گیا۔ بابو دفتر میں واپس آیا اور ادھ موا ہو کے آدمیوں سے کہنے لگا کہ ہائے میری لینٹرن کا اشارہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ ہائے ہائے ریل شکنی ہوگی اور سب مسافر ڈوب جائینگے۔

لینٹرن کا اشارہ دیکھا گیا اور ریل ٹھہر کر واپس آئی گارڈ اور ڈرائیور دونوں پوچھنے لگے کہ "کیا ہوا"۔ بابو نے تار کی خبر دکھلائی۔ گارڈ کہنے لگا کہ آگے کو خبر کیوں نہ دی گئی؟ جواب دیا گیا کہ تار کی خبر اس وقت ملی کہ خبر گیر بیمار ہو کے آدھ سکا پاس نے اپنے لڑکے کو بھیجا۔ جب لڑکا پار ہوا پل ٹوٹا پایا لڑکا ہاتھ کی گاڑی لے کر دوسرے سٹیشن تک دوڑا اور خبر دی۔ اتنے میں مسافر سٹیشن میں آئے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ وہ لڑکا کتنی عمر کا ہے جواب ملا کہ "بارہ برس کی عمر کا" صاحب نے فرمایا کہ اُس کو بلاؤ ہم اُس کو دیکھنا مانگتے ہیں اور اُس کو انعام دینگے۔ کیونکہ اُس نے ۲۰۰ جوانوں کو بچایا ہے"۔

اتنے میں اپنی ٹوپی لیکر ۱۰ روپیہ اُس میں ڈالدیا اور دوسرے صاحب نے ۲۰ ڈالے اور اسی طرح سے

ہوتے ہوتے چھ سو روپیہ جمع ہوگیا۔

برکت نے جب انعام پایا تو وہ روپیہ علم کی تحصیل کے واسطے خرچ کیا اور اب ان دنوں میں وہ ریل کا ایک اعلیٰ افسر ہے۔ (امریکہ کے اخبار کا ترجمہ)		ای۔ ایم۔ ڈبلیو

ملک کنعان کی سیر

نئی اور پرانی دنیا میں زمین کا ایک ٹکڑا کیا بلحاظ تواریخ اور کیا بلحاظ مذہب ایسا ہے۔ کہ جس کا نظیر اور کہیں پایا نہیں جاتا۔ وہ زمین کا قطعہ اگرچہ دنیا کے بڑا عظموں کے سامنے وسعت یا آبادی کے لحاظ سے کچھ وقعت نہیں رکھتا لیکن عزت اور شان کے خیال سے اس ٹکڑہ زمین کی قدر سچے دنیا کے انسانوں کے دل میں ہے۔ تمام دنیا کے مسیحی۔ تمام عالم کے محمدی اس کو عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور یہود تو اُس پر اپنی جان و مال قربان کرتے ہیں۔ یہ ارض مقدس برّاعظم ایشیا کے ملک روم کے صوبہ ایشیا کوچک کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ جس کو کنعان کہتے ہیں۔ تواریخی دنیا میں اس کا درجہ اول ہے۔ مذہبی دنیا میں اس کا ثانی دوسرا نہیں۔ دنیا کے علی العزم پیغمبر رسول نبی۔ صاحب کتاب اس پاک زمین سے پیدا ہوئے۔ یہ وہی پاک زمین ہے جس کو خدا کے بیٹے نے بظہور خدا نے اپنے پاک قدموں سے مبارک کیا۔ یہ وہی ارض مقدس ہے جس کے حاصل کرنے کے واسطے صلیبی لڑائیاں مشہور ہیں۔ جس میں لاکھوں مسیحیوں نے اپنی جانوں کو قربان کیا۔ یورپ کے بادشاہوں نے اپنے خزانے خالی کر دیئے مگر اس کو حاصل نہ کر سکے کیونکہ فرمان ابن خدا یہ ہے۔ کہ جب تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہو یروشلم (دارالسلطنت ملک کنعان) غیر قوموں کے پاؤں تلے روندا جائیگا۔ اس وقت تک روندا جا رہا ہے۔ پامال ہو رہا ہے۔ (باقی آئندہ)

انتخاب الاخبارات

ایک مسلمان بادشاہ کی سخت سنگدلی

یورپ کے سفیروں نے سلطان مراکو کو سمجھایا تھا کہ وہ اپنے قیدیوں اور دعویدار سلطنت کو وحشی اور جسمانی سخت سزائیں نہ دیا کریں۔ اس اعتراض پر مستقل ہو کر سلطان مراکو نے دعویدار تخت کو حرم سلطانی میں بلوا کر اپنی بیگمات کے آگے اس کو نشانہ بندوق بنا کر مروا ڈالا۔ سنگدلی صرف یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ اس نے مقتول دعویدار کے تن کے بند بند الگ کر کے ان کو اپنے پالتو شیروں اور بھیڑیوں کے آگے ڈلوا دیا۔ سلطان مراکو کی اس سنگدلی پر تمام یورپ میں انتہا درجہ کی نفرت اور ناراضگی پھیل گئی ہے

سرحدی مسلمانوں کا ظلم و جبر

چند روز ہوئے موضع میرن شاہ میں جو واقعہ گذرا ہے اس کے مفصل حالات سنکر حیرت ہوتی ہے کہ انگریزی راج میں سرحدی مسلمان خواہ وہ کیسے ہی سرکش ہوں ایسی نازیبا حرکت کس طرح کر سکتے ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ:-

موضع حسو خیل میں ایک ملا نے تین ہندو لڑکوں کو مسلمان کیا جن کی عمریں ۱۴ یا ۱۵ سال کے قریب بتلائی جاتی ہیں اور اس امر کی رپورٹ نائب تحصیلدار کو پہونچی۔ ہندوؤں نے آہ و زاری کی۔ لڑکے معہ ملا کے میرن شاہ۔ صاحب پولٹیکل افسر بہادر کے پاس بھیجے گئے۔ ہندو کہتے تھے کہ عرصہ دو ماہ تک لڑکے ہمارے یا کسی دیگر معزز ہندو کے پاس رکھے جاویں۔ اس کے بعد جیسا مناسب ہوگا کیا جاویگا۔ مسلمان کہتے تھے کہ لڑکے ہمارے پاس رہیں۔

اس وقت مسلمانوں کی تعداد دو صد تک تھی جو لڑکوں کو اپنے پاس رکھنے کے لئے زور دے رہی ہے لیکن لڑکوں کو بحفاظت سرکار رکھا گیا۔ یہ خبر مسلمانوں نے بذریعہ ایک قاصد کے حسو خیل کے مسلمانوں کو پہنچادی انہوں نے گرد و نواح سے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنی تعداد فوراً ۴ ہزار کے لگ بھگ جمع کر لی جو کل کی کل مسلح تھی۔ ان لوگوں نے خوب زور شور سے ڈھول بجاتے ہوئے میرن شاہ کی سرائے کا محاصرہ کر لیا جہاں وہ لڑکے تھے۔ یہاں انہوں نے ڈاک کے تانگے پر حملہ کیا اور بندوقوں کے سچے جھوٹے فیر بھی کئے جس کا مطلب یہ بھی تھا کہ اگر ان کو لڑکے نہ دیئے گئے تو وہ لڑنے پر تیار ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پولٹیکل افسر کو صاف لفظوں میں کہا تھا کہ اگر لڑکے ہم کو نہ دیئے گئے تو ہم جہاد اور بغاوت پر آمادہ ہیں۔

تحصیلدار میرن شاہ نے اس موقعہ پر پولٹیکل افسر کو مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ لڑکے مسلمانوں کو دے دیئے جاویں۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی معاملہ سمجھکر یہ مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اس کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ لڑکے مسلمانوں کے حوالے کئے گئے۔ انہوں نے لڑکوں کے منہ سے ان کے والدین اور دیگر تمام ہندوؤں کو تین دفعہ باواز بلند کافر کہلوایا۔ اس کے بعد مسلمان لوگ بزور لڑکوں کو لے کر رخصت ہوئے۔ آہ! کیسا دردناک سین ہے جس سے ہندوؤں کی بے بسی کا حال واضح ہوتا ہے۔ ضرور ہے کہ گورنمنٹ جلد توجہ فرماوے

خوب شد

سیام وکلی نیوز کلکتا ہے کہ اپنی قدرتی دوزین

سے چینی لوگوں نے مچھر برباد کرنے کی جنگ سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ مچھروں کو مارنے کے لئے ایک یہ طریقہ پڑتا گیا تھا کہ تالابوں اور جوہڑوں میں مٹی کا تیل ڈال دیا جاوے اور یہ تیل پانی کی سطح پر تیرتا پھرتا تھا چینی لوگوں نے مقدار کو کام میں لانا شروع کر دیا ہے۔

قاتل درخت

جزیرہ جمیکا میں ایک عجیب و غریب درخت ہے جس میں انسانوں کی سی زندگی اور انسانوں کے سے کام کرنے کے آثار اور طاقت موجود ہے۔ اس درخت کی شاخیں پتلی پتلی بیلوں کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی جانور ان کے نزدیک جائے اور اس کا جسم درخت کے کسی حصے سے لگ جائے تو شاخیں جھٹ پٹ اس جانور سے لپٹ جاتی ہیں اور جانور کے جسم میں کانٹے سے چبھنے لگتے ہیں اور ایک سخت درد پیدا ہو جاتا ہے۔ گو جانور ان سے رہائی پانے کے لئے لاکھ کوشش کرے لیکن چھٹکارا نصیب نہیں ہوتا۔ آخر کار شاخوں میں جکڑا ہوا درد اور تکلیف کے ہاتھوں زندگی کا دم توڑ دیتا ہے

بچوں کا تبادلہ

نیو ہیبرڈیز کے وحشی باشندوں میں رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنے بچے کو دوسرے بچے سے تبدیل کر لیتا ہے اور یوں تبادلہ کر کے دونوں ایک دوسرے کے بچے کو زندہ بھون کر کھا جاتے ہیں۔

ہیم پر حملہ

ضلع مدراس کے کوزنام نگر کے پاس ایک شریف خاندان کی ہیم کسی جنگل کے نزدیک جا رہی تھی۔ کسی وحشی

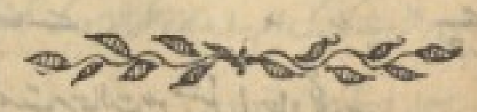


آدمی نے اُسے چھیڑا۔ بعد میں پھر اُسی جگہ بری حالت میں پائی گئی۔ دیسی آدمی کے گرفتار کرنے کو انعام رکھا گیا ہے۔

مکھن کے استعمال کا فائیدہ

سب جانتے ہیں کہ مکھن کیسی معمولی چیز ہے اور اسے لوگ کھاتے بھی ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ اس سے کتنے فائدے ہیں۔ دُبلے پتلے اور کمزور اور ناتوان لوگوں کو حکیم لوگ کہا کرتے ہیں کہ مکھن روٹی کے ساتھ بکثرت کھاؤ اس سے بدن کا مجرب عنصر بڑھتا ہے اور نیز اس کے وسیلے سے چربی کی بہترین صورت داخل کیجاتی ہے۔

مسکہ ایک قسم کا کاربن ہے۔ اگر حد اعتدال سے تجاوز کیا جائے تو بدن کے اندر چربی پیدا ہونے لگتی ہے جو لوگ دلی رغبت سے مکھن کھاتے ہیں ان کی قوت جسمانی اور کام کاجکی طاقت بڑھجاتی ہے۔ تندرست اور توانا آدمیوں کو بھی کچھ مقدار اس کی کھانی چاہیے۔ مدقوق کو اگر ہضم ہو سکے اور موافق آجائے تو ساری غذا مکھن میں بنا کر دینی چاہیے اس سے مرض کو بہت افاقہ ہوگا اگر دق ابتدائی مرحلہ پر ہو اگر بڑھ گیا ہو تو بھی مکھن کے استعمال سے اس کی روک تھام ہو سکتی ہے صحت افزا مقامات پر جتنے علاج خانے سل کے بیماروں کے ہیں وہاں بہی زیادہ تر مسکہ دیا جاتا ہے۔ مریض دن بھر میں پاؤ بھر مکھن کھا جاتا ہے۔ اس کے تھوڑے قسم کے مجرب اجزا پائے جاتے ہیں اور سب سے مفید ہے اس کا استعمال بہت فائیدہ مند ہے اور ہر ایک شخص کو اس کا باقاعدہ استعمال کرنا چاہیے



بنگال میں ہولناک طوفان

اتندہ ہوا کے غضبناک

طوفان نے جو خلیج بنگال سے اتوار کے روز کلکتہ میں وارد ہوا بنگال اور مشرقی بنگال و آسام میں بہت نقصان جان و مال کیا بہت سے سٹیمر اور ریل گاڑیوں کو حادثے پیش آئے اور دونوں صوبوں کے دیہات میں بھی بہت نقصان پہنچا ہے جس کی تفصیل ہنوز معلوم نہیں ہوئی۔ بہار اور آسام میں خدا معلوم کیا گزری کچھ پتہ نہیں کیونکہ تار برقی کے تمام سلسلے ٹوٹ گئے ہیں۔

ایسٹرن بنگال سٹیٹ ریلوے لائن پر ایک گاڑی کے طوفان کے زور سے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اور ڈرائیور کو خبر نہ ہوئی پچھلا حصہ ٹرین کا پیچھے رہ گیا جس کیساتھ ایک مسافر گاڑی کی ٹکر ہوئی بریکوان ٹوٹ گیا اور گارڈ ہلاک ہوا۔ کھلنا کی میل ٹرین ایک بڑے درخت سے ٹکرائی جو آندہی کے زور سے گر کر لائن پر آپڑا تھا ٹرین پٹری سے اُتر گئی۔ مگر جانوں کی خیریت رہی البتہ ٹرینوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ملک کے اکثر حصوں سے درختوں کے گرنے اور مکانوں کے اُڑجانے کی خبر آئی ہے۔ دریائے برہم پتر میں بہت سے سٹیمر مسافران اور ملاحوں کے غرق ہو گئے۔ ہوڑہ برج کے شمال میں ۲ کشتیاں مال سے لدی ہوئی ڈوب گئیں۔ گولنڈو میں ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی شخص کھڑا نہ رہ سکتا تھا۔ وہاں ایک بھی کشتی سلامت نہ رہی سٹیمر افغان جو چاندپور سے گولنڈو کو آتا تھا معہ تمام ملاحوں اور مسافروں کے ڈوب گیا۔ اسی طرح سٹیمر گورکھا جو گولنڈو سے چاندپور کو جاتا تھا وہ معہ تمام مسافروں اور ملاحوں کے غرق ہو گیا۔ . . . .

ان کے علاوہ اور بھی آٹھ دس سٹیمر غرق ہو گئے صدہا کشتیاں معہ ملاحوں کے ڈوب گئیں۔ اور ہزارہا آدمی بے خانمان ہو گئے۔



اشیائے خوردنی کی مستقل گرانی

گزشتہ ۲۵ سال مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۹ء

میں اجناس کی قیمت اور نرخ اجرت کے اوتار چڑہاؤ کے متعلق جو سرکاری رپورٹ شایع ہوئی ہے اس سے منکشف ہوتا ہے کہ اشیائے خوردنی جو گرانی کی طرف مائل رہی ہیں۔ خلا ۱۸۹۵ء میں دہلی میں گیہوں کا نرخ دو روپیہ فی من سے تقریباً پانچ روپیہ من تک ترقی کر گیا۔ کلکتہ میں چاول کا نرخ تین روپیہ من سے چھ روپیہ من ترقی کر گیا۔ کانپور میں دو روپیہ کو ایک من جوار ملجاتی تھی جو اب ساڑھے تین روپیہ فی من ہے۔ اس اثنا میں گو اجرتوں میں ترقی ہوئی۔ لیکن یہ اضافہ نسبتاً محدود ہے۔ کیونکہ غیر تربیت یافتہ لوگوں کی محنت کی اُجرت میں تفرق مقامات میں مختلف نرخ سے پچاس فیصدی تک اضافہ ہوا ہے۔ لیکن تجربہ کار اور کام سیکھے ہوئے اشخاصوں کی اجرتوں میں بعض صورتوں میں اتصاعف ترقی ہو گئی ہے۔ غرضکہ عام طور پر اجرتوں میں اشیا خوردنی کی گرانی کے برابر اضافہ نہیں ہوا۔ مزید براں آبادی کا بہت بڑا حصہ معین آمدنی رکھتا ہے جس کی حالت روز افزوں گرانی سے نہایت سقیم ہو گئی ہے۔ گرانی کی طرف یہ مستقل میلان معلوم نہیں رفتہ رفتہ کیا قیامت برپا کریگا۔ خوشی کا مقام ہے کہ گورنمنٹ ہندوستان میں کھانے پینے کی چیزوں کی گرانی کی بابت ابتدا موسم سرما میں تحقیقات شروع کرے گی جس کے لئے ایک افسر عنقریب کار خاص پر مقرر کیا جاویگا۔

مہاراجہ گونڈل نے اپنے جلوس کا پچیس سالہ جشن منایا غربا اور مساکین اور قیدیوں کو کھانا تقسیم ہوا۔ اور کئی قسم کے کھیل مرتب کئے۔

گلدستۂ اخبار

عارضہ بیری بیری میں سُستی ہوتی جاتی ہے۔ علاوہ کلکتہ کے یہ مرض ہوڑہ میں بھی پھیل گیا ہے۔

برلن میں پادریوں کی بیواؤں اور بچوں کے سہارے کے لئے ۵۰ سوسائٹیاں موجود ہیں۔ اس ملک میں ایک بھی نہیں ہے۔

لیڈشم میں ایک پادری صاحب جنکا نام ایف۔ بی کالڈویل ایم۔ اے ہے۔ ہر اتوار کو گرجے میں وعظ کرتے ہیں۔ ان کی عمر اس وقت ۱۰۰ برس کی ہے۔ مرحوم ڈاکٹر لونگ سٹون ان کے ایک شاگردوں میں سے تھے۔

سردار محمد ایوب خاں کے وظیفے میں گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ ماہوار کا اضافہ منظور کیا ہے

ریوٹر پورٹ سعید سے خبر دیتا ہے کہ جب پی اینڈ او بلوچستان جہاز ایک نہر میں سے گزر رہا تھا تو اسوقت ایک لڑکا بڑو نامے جہاز پر سے نہر میں جا پڑا جس کے پیچھے ایک جاپانی آیا وہ بھی کود پڑی اور دونوں پانی سے نکالے گئے۔ مگر دو گھنٹے کے بعد وہ دونوں مر گئے۔

ریوٹر ٹوکیو سے بذریعہ تار خبر دیتا ہے کہ شاہزادہ اِٹو بمقام حربن میں ایک اہل کوریا کے ہاتھ سے مارے گئے۔ قاتل پکڑا گیا جس نے بیان کیا کہ اس نے اپنی عداوت اپنے رشتہ داروں کے برباد کردینے کے عوض میں شاہزادے کو ہلاک کیا ہے۔ جاپانی قانسل بھی زخمی ہوا ہے۔ مگر ایم ماکو ٹسیف بال بال بچ گئے۔ کیونکہ وہ شاہزادے کے زیادہ نزدیک تھے چار کوریسلے قودین بھی گرفتار ہوئے ہیں۔

اِسی تاریخ اکتوبر ۱۹۰۹ء کے بھونچال سے کیوشو کے علاقے میں بیشمار نقصان جان و مال ہوا ہے۔ زیادہ نقصان بیلیت۔ بھاگ اور شاہ پور میں ہوا ہے۔ انسانوں کے علاوہ جانور بھی دب کے مر گئے ہیں اور بہت لوگ بے خانماں ہو گئے ہیں۔ رائے بہادر دیوان اودم چند اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی بیلیت سٹیشن کے ویٹنگ روم میں دب کر مر گئے۔

امریکہ کے مقام مونٹریل میں امراض دق و سِل کا شفاخانہ افتتاح کرنے کی رسم ملک معظم انگلستان کے مقام سنیچیبیر میں ایک بٹن دبانے سے بذریعہ تاربرقی ادا کی بٹن دباتے ہی ۳ ہزار میل پر شفاخانہ کا دروازہ کھلگیا اور جھنڈا اکھڑا ہو گیا۔

کابل میں امیر صاحب کے ولیعہد کی شادی کی تیاریاں دھوم دھام سے ہو رہی ہیں۔

آخر کار سکھوں کی شادی کا قانون پاس ہو گیا

کریٹ میں ایک ہائی کورٹ قایم ہونیوالا ہے جس کے جج مسلمان بھی ہونگے اور عیسائی بھی۔

مصر میں دولتمند لوگوں کی ایک پارٹی قایم ہوئی ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ مصر ہمیشہ انگریزوں کے ماتحت رہنا چاہئے۔ مگر عام اس پارٹی سے ناراض ہیں۔

افغانستان میں چند نئی نمک کی کانیں کھودی جا رہی ہیں اور ایک یورپین جو پہلے ہندوستان میں جو ہریل کی کوئلوں کی کانوں کا افسر رہ چکا ہے۔ کابل کی کانوں کے کام میں جانیوالا ہے۔

پونا میں سات میل کے فاصلہ پر ہندو بیواؤں کے واسطے ایک بیوہ خانہ قایم کیا گیا ہے۔ اس میں ایک سو بیوائیں ہیں جو عمر میں ۱۲ سے ۷۰ سال تک کی ہیں۔ انہیں ایسی تعلیم اور تربیت دیجاتی ہے جس سے وہ اپنی باقی ماندہ زندگی آرام کے ساتھ نیک کاموں میں گزار سکیں سات اکتوبر کو ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بیواؤں کی تیار کی ہوئی چیزیں پیش کی گئیں اور کامیاب بیواؤں کو انعام دیے گئے۔ سر جان کلارک بہادر گورنر بمبئی میر جلسہ تھے۔

اطلاع

۳ ۲

سینوڈ کے ممبروں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ پریسبیٹیرین کلیسیائے ہند کی سینوڈ کا اجلاس بمقام لاہور پریسبیٹیرین کلیسیا کے گرجہ گھر واقعہ نولکھا میں ۱۷ ماہ نومبر ۱۹۰۹ء کو منعقد ہوگا سب کو جو اس میٹنگ میں شامل ہونیکا ارادہ رکھتے ہیں چاہئے کہ وہ مہربانی سے اپنے نام نامی جناب پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے مقیم لاہور کو لکھکر بھیجدیں تاکہ ضروری بندوبست رہایش وغیرہ کا کیا جاوے۔ اُن کا پتہ مشن کمپونڈ نولکھا ہے۔

المشتھر پادری ایف۔ بی کیسلی سینڈ کلرک پنجاب سینوڈ

ضرورت

ہوشیارپور گرلز آرفینیج میں مندرجہ ذیل کارندوں کی ضرورت ہے (۱) ایک استانی انٹرنس پاس شدہ اور ہو سکے تو اسکول کے کام اور انتظام میں تجربہ کار (۲) دو استانی مڈل پاس شدہ (۳) ایک میٹرن۔

درخواستیں معہ نقل سارٹیفکٹ پادری صاحب ذیل کے پاس بھیجی جاویں اور اُن سے تنخواہ اور الاونس کی بابت دریافت کیا جاوے۔

المشتھر پادری کے۔ سی چیٹرجی ڈی ڈی از ہوشیارپور

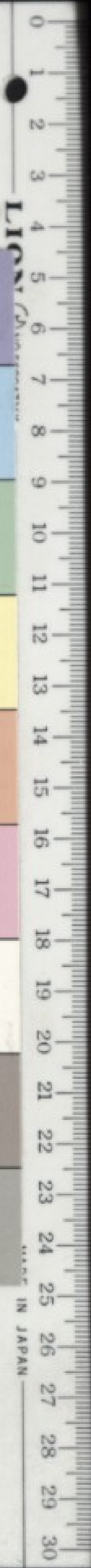
دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عمر

ہندوستان پنجاب معہ " عالعہ/۲

غیر ملک سے " " ۵ روپے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی۔



کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی

بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تنگ آ گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ منگوا کر ضرور آزمائش کیجئے اس دوا میں جو فایدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کے جاتے ہی خوراک پیتے ہی بخار کا زور کم ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خوراک کو شفقی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت بڑی شیشی عہ محصولڈاک ۔ دو شیشی عہ ۔ قیمت چھوٹی شیشی ۸ر محصولڈاک ۔ دو شیشی ۔

داد کا مجرب مرہم

ایک دفعہ کے لگانے سے کھجلی بھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۳ر محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ر اور بارہ ڈبیہ تک ۸ر پوری فہرست دواخانہ کی مفت ملتی ہے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵-۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

پرسبیٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں (۶۱) برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس حساب سے اب بینک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

رپورٹ نئے پراسپکٹس (اردو و انگریزی) میں منیجر فنڈ وائسرگرو پادری وولاش جے کلارک ایم۔ اے ڈوکھالا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

تپ دق کی اکسیر دوا

صاحبان یہ دوا پوڈر (سفوف) جو کہ انگریزی و یونانی ادویہ کا مرکب ہے پرانے بخار و کھانسی کو جس کو ڈاکٹروں اور حکیموں نے تپ دق قرار دیا ہو ہمارے تجربہ میں از حد فائدہ مند ثابت ہوئی ہے سینکڑوں دوائیوں کا تجربہ کیا۔ مگر اس سے زیادہ مفید کسی کو نہ پایا۔ جہاں آپ نے انگریزی مکسچرس اور ٹینیٹ ادویہ اسکاٹ املشن۔ پیٹرولیم املشن۔ ٹیرول گریالٹ سرپ۔ مالٹول پلز۔ پنک لائیڈس پلز وغیرہ۔ اور یونانی ادویہ عرق خمیرہ قرص کافور۔ وطباشیر اور کشتہ ابرق و ہڑتال وغیرہ استعمال کرنے سے فائدہ نہ اٹھایا ہو وہاں ہماری ایجاد کردہ دوا کو بھی استعمال کر کے تجربہ فرمائیں۔ خدا کے فضل سے فائدہ یقیناً ہوگا۔ اس دوا سے بھوک لگتی ہے اور جسم میں بہت طاقت پیدا ہوتی ہے مرض آہستہ آہستہ دور ہو جاتا ہے پندرہ روز کی دوا قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ہیلتھ ریسٹورر پوڈر۔ یہ دوا مندرجہ ذیل امراض کو از حد فائدہ مند ہے ہر ایک گھر میں موجود رہنی چاہیے پھر ڈاکٹر اور حکیم کی بہت کم ضرورت ہوگی۔ تپ تلی۔ جلودھر۔ باؤگولہ بدہضمی۔ پیٹ میں ہوا کا بھرنا۔ کمی بھوک۔ دودھ کا ہضم نہ ہونا۔ درد گردہ و کمر و شکم۔ درد سر پرانہ۔ درد جگر ہر قسم پرانے دست و پیچش۔ ہیضہ وغیرہ۔ ۲ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

ٹانک پلز۔ یہ گولیاں انگریزی و یونانی نہایت ہی مقوی پُر تاثیر ادویہ سے تیار کی ہیں۔ از حد طاقت پیدا کرتی ہیں۔ ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی ہیں قیمت ۸ر گولیاں دو روپیہ عہ

دوائی بواسیر۔ یہ دوا بواسیر خونی و بادی کو جڑ سے دور کرتی ہے دوبارہ نہیں ہوتی ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

پتہ۔ این ہتھالیس (فیزیشن) پروپرائیٹر یونانی میڈیکل ہال راولپنڈی شہر

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ر	۱۲ر	ے
چوتھائی کالم	۱۲ر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	مہ
پورا کالم	عہ	مہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر مابعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سی پی ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۷۵ء

پرفضا محل وقوع

مستند استادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ لعہ

اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ ۳۰ یا زیادہ صہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ متعلقہ سکول ہٰذا میں رکشا گروکوں کرسی وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی و غیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ قیمت رکشا العٰہ ۵۰ سے سا ڈھے ۹ تک گرد کو نول لعہ

مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب اسکول ہٰذا سے خط کتابت کریں۔

انگریز بہادر وغیرہ کی شہادت کیا ہو سکتی ہے

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم جالا پڑوال غبار پھولا ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۳ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔

المشتہر

پروفیسر میاں سنگھ آہلووالیہ

مقام

بٹالہ ضلع گورداسپور

ہزار روپیہ کا انعام